بسم اللہ الرحمن الرحیم

# چودہ (۱۴) ستارے

(معہ اضافہ)

یعنی

## حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کے حالاتِ زندگی

مؤلفہ


تاج المتکلمین نجم الواعظین مؤرخ یگانہ فخر العلماء حضرت حجۃ الاسلام الحاج مولانا مولوی السید نجم الحسن کراروی قبلہ مد ظلہ

ممبر اعلیٰ، پاکستان مجلس علماء، ممبر حج کمیٹی مرکزی حکومت پاکستان



ناشران

## امامیہ کتب خانہ

مغل حویلی اندرون موچی دروازہ

لاہور

۵

# ابو عبداللہ

## حضرت

# امام حسینؑ علیہ السلام

## شہیدِ کربلا

حسینؑ تو نے تہِ تیغ وہ کیا سجدہ
کہ فخر کرتی ہے جس پہ طاعت بھی اس اطاعت کے

عبدیت کو فقط افتخار ہے مولا
الوہیت بھی ہے نازاں تری عبادت کے

(صابر تھاروانی، کراچی)

## محمد اور ابراہیم کی شہادت

مورخین کا بیان ہے کہ شہادتِ مسلم کے بعد لوگوں نے ابنِ زیاد کو جنابِ مسلم کے دونوں کم سن فرزندوں کے کوفہ میں موجود ہونے کی خبر دی جن کا نام محمد اور ابراہیم تھا۔ ابن زیاد نے ان کی گرفتاری کا حکم نافذ کر دیا۔ پسرانِ مسلم قاضی شریح کے گھر میں پوشیدہ تھے۔ سرکاری اعلان کے بعد قاضی نے بچوں سے کہا کہ ہماری اور تمہاری دونوں کی جان اب خطرے میں ہے۔ بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں کسی صورت سے مدینہ پہنچا دیا جائے۔ بچوں نے اُسے قبول کیا۔ قاضی نے اپنے بیٹے "اسد" کو حکم دیا کہ ان بچوں کو دروازہ عراقین کے باہر جو قافلہ عازمِ مدینہ ٹھہرا ہوا ہے، اس میں چھوڑ آ۔ اسد اُن بچوں کو لے کر جب رات کے وقت وہاں پہنچا تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ لیکن اس مقام سے نظر آ رہا تھا۔ اسد نے بچوں کو اسی راہِ قافلہ پر لگا دیا اور گھر واپس آیا۔ کم سن بچے چند قدم چلے تھے کہ قافلہ نظروں سے غائب ہو گیا اور صبح کا تڑکا ہو گیا۔ بچے حیران و سرگردان پھر رہے تھے کہ ناگاہ سرکاری آدمیوں نے انھیں گرفتار کر لیا۔ اور ابنِ زیاد کے پاس پہنچا دیا۔ اُس نے انھیں قیدخانہ میں بند کر کے یزید کو بچوں کی گرفتاری کی اطلاع دے دی۔ قیدخانہ کا دربان اتفاقاً محبِ آلِ محمدؐ تھا۔ اس نے رات کے وقت بچوں کو رہا کر دیا۔ اور راہِ قادسیہ پر لگا کر ایک انگشتری دی اور کہا کہ قادسیہ میں میرے بھائی سے ملنا اور اس انگشتری کے ذریعے سے تعارف کے بعد اس سے کہنا کہ وہ تمہیں مدینہ پہنچا دے۔ بچے تو روانہ ہو گئے لیکن صبح ہوتے ہی دربان جس کا نام "مشکور" تھا قتل کر دیا گیا۔ اُس سے پوچھا گیا کہ تو نے پسرانِ مسلم کو کیوں چھوڑ دیا؟ اس نے کہا کہ خوشنودیٔ خدا کے لیے۔ ابن زیاد نے پانچ سو کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ مشکور کی شہادت کے بعد اسے عمر ابن الحارث نے دفن کر دیا۔

پسرانِ مسلم بن عقیل مشکور کی مہربانی سے رہا ہو کر بقصد قادسیہ جا رہے تھے کہ حدودِ کوفہ کے اندر ہی راستہ بھول گئے اور ساری رات چکر لگا کر صبح ہوئی تو اپنے کو کوفہ ہی میں پایا۔ صبح ہو چکی تھی دشمن کے خطرے سے ایک درخت پر چڑھ گئے۔ اتفاقاً اس جگہ ایک عورت پانی بھرنے آئی۔ اُس نے پانی میں بچے دیکھ کر پوچھا تم کون ہو۔ انھوں نے اطمینان کرنے کے بعد کہا ہم فرزندانِ مسلم ہیں۔ اُس عورت نے اپنی مالکہ کو خبر دی۔ وہ سر و پا برہنہ دوڑ کر آئی اور ان بچوں کو لے گئی اور اپنے مکان کے ایک گوشہ خالی میں انھیں ٹھہرا دیا۔ تھوڑی رات گزری تھی کہ اس مومنہ کا شوہر "حارث ابن عروۃ" سرگرداں و پریشان داخلِ خانہ ہوا۔ مومنہ نے پوچھا کہ آج بڑی رات کر دی خیر تو ہے۔ اُس نے کہا کہ مشکور دربان نے پسرانِ مسلم کو قید سے رہا کر دیا ہے۔ جن کی تلاش کے لیے انعام و اکرام ابن زیاد کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے۔ میں بھی اب تک انھیں کی تلاش میں پھر رہا تھا۔ حارث کھانا کھا کر بستر پر لیٹ گیا ابھی آنکھ نہ لگی تھی کہ وہ بچوں کی سانس کی آواز کو محسوس کر کے اٹھ کھڑا ہوا، بیوی سے پوچھا "یہ

کس کے سانس کی آواز آتی ہے۔ اُس نے کوئی جواب نہ دیا۔ یہ اُس تہ خانے کی طرف چلا جس میں نونہالانِ رسالتؐ جلوہ افروز تھے۔ اُس کی آہٹ پاکر ایک بھائی نے دوسرے کو جگا کر کہا بھیا! ابھی محمد مصطفےٰؐ، علی مرتضیٰؑ، فاطمہ زہراؑ، حسن مجتبےٰؑ اور امام حسینؑ اور میرے بابا خواب میں تشریف لائے تھے، اور انھوں نے فرمایا ہے کہ ہم تمھارے انتظار میں ہیں۔ اتنے میں حارث اندر داخل ہوگیا اور انھیں پکڑ کر کہا تم کون ہو؟ انھوں نے فرمایا۔ ہم تیرے نبی کی اولاد ہیں "ھربنا من السجن" قید خانہ سے بھاگ کر آئے ہیں اور تیرے گھر میں پناہ گیر ہیں۔ اس نے کہا تم قید سے بھاگ کر موت کے منہ میں آگئے ہو۔ اس کے بعد اُس نے ان یتیموں کے رخساروں پر اس زور سے طمانچے مارے کہ یہ منہ کے بل گر پڑے۔ پھر اُس نے ان کی مشکیں کس دیں اور ہاتھ پاؤں باندھ کر ڈال دیا۔ یہ بے چارے ساری رات اپنی بے لبسی اور بے کسی پر روتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو انھیں برلبِ نہر قتل کرنے کے لیے لے چلا بیوی نے فریاد کی اُسے ایک تلوار ماری، غلام نے روکا اس کو قتل کر دیا۔ بیٹے نے منع کیا اسے بھی قتل کر دیا۔ الغرض نہرِ فرات پر لے جا کر قتل کرنا ہی چاہتا تھا کہ بچوں نے کہا اے شیخ (۱) ہمیں زندہ ابن زیاد کے پاس لے چل (۲) ہمیں بازار میں بیچ ڈال (۳) ہماری کم سنی پر رحم کر (۴) ہمیں دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دے۔ اس نے کہا کہ قتل کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ البتہ نماز اگر پڑھتے ہو پڑھ لو، لیکن کوئی فائدہ نہیں ہے۔ الغرض بچوں نے وضو کیا اور دو دو رکعت نماز ادا کی اور دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھایا۔ اس ملعون نے بڑے بھائی کی گردن پر تلوار لگائی، سرِ مبارک دُور جا گرا چھوٹے بھائی نے دَوڑ کر سرِ مبارک اُٹھا لیا اور بھائی کے خون میں لوٹنے لگا اس ظالم نے بڑے بھائی کی لاش پانی میں ڈال دی اور چھوٹے کا سر بھی کاٹ لیا۔ جب دونوں لاشیں پانی میں پہنچیں تو باہم بغل گیر ہو کر ڈوب گئیں۔ راوی کا بیان ہے کہ حارث نے جس وقت ابن زیاد کے سامنے فرزندانِ مسلم کے سر پیش کیے "قام ثم قعد وفعل ذلک ثلاثا" تو وہ تین مرتبہ اُٹھا اور بیٹھا۔ پھر حکم دیا کہ یہ سر اسی جگہ پانی میں ڈال دیے جائیں۔ جس جگہ ان کے تن ڈالے گئے ہیں۔ چنانچہ ایک محب آلِ محمدؐ نے ان سروں کو فرات میں ڈال دیا۔ مروی ہے کہ سروں کے پانی میں پہنچتے ہی ڈوبے ہوئے جسم سطحِ آب پر اُبھر آئے اور اپنے سروں سمیت تہ نشین ہو گئے۔ علامہ حسین واعظ کاشفی تحریر فرماتے ہیں کہ وہ شخص جو سرہائے فرزندانِ مسلم پانی میں ڈالنے کے لیے لایا تھا اس کا نام "مقاتل" تھا اس نے دونوں سروں کو پانی میں ڈالنے کے بعد حارث ملعون کے مقتول غلام اور بیٹے کی لاشوں کو باب بنی خزیمہ میں دفن کر دیا۔ (روضۃ الشہداء، از ص۲۷۶ تا ص۲۸۵ و خلاصۃ المصائب ص۴۲۱) علامہ اربلی لکھتے ہیں کہ جناب مسلم بن عقیل و ہانی ابن عروہ و محمد ابنِ کثیر اور فرزندانِ مسلم کو ٹھکانے لگانے کے بعد عمر ابنِ سعد اور ابنِ زیاد کے مابین حکومت رَے کا معاہدہ ہوگیا اور طے پایا کہ حُر ابنِ یزید ریاحی کو سب سے پہلے دو ہزار سوار دے